جلد ۷، ص ۲۰۱ تا ۲۰۶)

جدید کتابوں کے بجائے اس قسم کے مسائل میں ائمہ سلف کی کتب سے براہ راست استفادہ اور راہنمائی زیادہ مفید ہے۔ تاہم چند حوالے درج کر دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کے لیے صالح عمل کی توفیق بخشے۔ آمین!

(حافظ ثناء اللہ مدنی)

● مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ؟

● آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اس کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہوتی ہے؟

● حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہیں؟

کراچی سے محمد الیاس صاحب نے کسی کتاب کے چند صفحات بھیجے ہیں، جن میں صاحب کتاب نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے فضائل اور ان کا آپس میں موازنہ کرتے ہوئے علماء کے اقوال نقل کیے ہیں۔ ازاں بعد موصوف نے دارالافتاء سے اس مسئلہ میں وضاحت چاہی ہے چنانچہ وہ اقوال مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ امام ابو حنیفہ رح، امام شافعی رح، امام احمد رح اور دیگر اکثر فقہاء کا خیال ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے۔

۲۔ امام مالکؒ کے نزدیک مکہ مکرمہ کی نسبت مدینہ منورہ افضل ہے۔

۳۔ بعض کا خیال ہے کہ مجموعی لحاظ سے مکہ مکرمہ افضل ہے مگر آنحضرت علیہ السلام کا مدفن، بیت اللہ بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

۴۔ اثنائے کلام، مصنف نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے، اس کی تخلیق بھی اسی مٹی سے ہوتی ہے۔

۵۔ مصنف نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حق تعالیٰ مکان سے بے نیاز ہیں۔ الخ

فنقول وباللہ التوفیق

۱-۲: اس موضوع کا چونکہ ہماری عملی اور اعتقادی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس بحث سے کوئی خاص

نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس قسم کے بے مقصد مباحث میں نہیں جانا چاہیے۔ نیز چونکہ شریعت نے بھی اس تقابل کی ضرورت محسوس نہیں کی اور نہ ہی کہیں اس طرف اشارہ تک کیا ہے۔ بلکہ انفرادی طور پر احادیثِ مقدسہ میں حسبِ ضرورت ہر ایک مقام کی فضیلت ذکر کر دی گئی ہے۔ اس لیے ہمارے لیے ان میں سے افضل مقام کی تعیین مشکل ہے۔ بہر حال دونوں مقامات کی فضیلت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے۔ مگر احادیثِ مبارکہ اور دیگر قرائن کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کی فضیلت کے باوصف مکہ مکرمہ افضل ہے۔ ہمارا رجحان اسی طرف ہے۔ جیسا کہ مصنف نے جمہور کا قول نقل کیا ہے۔

۳۔ لیکن یہ کہنا کہ آپؐ کا مدفن، بیت اللہ یا عرشِ معلّٰی سے بھی افضل ہے، یہ محلِ نظر ہے۔ کیونکہ آپؐ کے مدفن کو آپؐ کا مدفن ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ یقیناً بہت بڑی فضیلت ہے، مگر اسے عرش سے افضل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ عرش کو اللہ تعالیٰ کا مستویٰ (جائے استواء) ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش سے خصوصی تعلق ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں متعدد بار ارشاد ہوا ہے:

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى[1]" (طٰہٰ: ۵)

لہٰذا آپؐ کے مدفن اور عرش کی فضیلت و برتری میں بھی وہی فرق ہے جو خالق اور مخلوق میں۔ واضح رہے کہ یہاں تقابل آپؐ اور عرش کا نہیں بلکہ آپؐ کے مدفن اور عرشِ معلّٰی میں ہے!

۴۔ مصنف نے شرح مناسک نووی کے حوالہ سے جو ذکر کیا ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اسی جگہ کی مٹی سے وہ ابتداء میں پیدا کیا جاتا ہے، یہ بھی بلا دلیل ہے۔ اور شریعت میں اس قسم کی کوئی صراحت یا اشارہ تک نہیں ملتا۔ اور اگر آیتِ قرآنی "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ"[2] (طٰہٰ: ۵۵) سے یہ معنی لینے کی کوشش کی جائے تو یہ خانہ ساز تفسیر ہوگی۔ کیونکہ آیتِ مذکورہ میں ھا ضمیر کا مرجع مطلقاً زمین ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں دوسرے مقام پر یوں بھی آیا ہے:

"فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ"[3] (الاعراف: ۲۵)

---

[1] "رحمان عرش پر مستوی ہوا۔"

[2] "اسی (زمین) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے!"

[3] "اسی (زمین) میں تم زندگی گذارو گے اسی میں مرو گے۔ اور اسی میں سے نکالے جاؤ گے۔"